فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ

اللہ کی بناوٹ جس کے مطابق لوگوں کو بنایا۔ اللہ کی خلقت کو کون بدلے

ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

یہی ہے ٹھیک دین لیکن اکثر لوگوں کو معلوم نہیں۔

فطرۃ اللہ

یعنی

جناب مولانا مولوی حافظ نذیر احمد خاں صاحب کا

لکچر جو انھوں نے انجمن حمایت اسلام لاہور

کے آٹھویں سالانہ جلسے میں توحید کی نسبت دیا

سنہ ۱۳۱۱ ہجری المقدس

علی صاحبہا التحیہ والسلام

مطبع گلزار محمدی لاہور میں باہتمام منشی گلزار بخش طبع ہوا

مقاصد انجمن حمایت اسلام لاہور

(۱) معترضین اصول مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے سا
دینے اور اس مقدس مذہب کے اصول کی حمایت اور اشاعت کرنی +

(۲) مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی و دنیوی تعلیم کا انتظام کرنا تاکہ وہ غیر
والوں کی تعلیم کے اثر سے محفوظ رہیں +

(۳) لاوارث مفلس یتیم مسلمان بچوں کی پرورش اور تربیت کا انتظا
کرنا اور مفلس مسلمان بچوں کی تعلیم میں حتے الوسع امداد دینا تاکہ و
غیر مذہب والوں کے پنجے میں پڑ کر دین و ایمان سے ہاتھ دھو کر عذاب
آخرت کے مستحق نہ بنیں +

(۴) اہل اسلام کو اصلاح طرز معاشرت - تہذیب اخلاق - تحصیل علو
دینی و دنیوی اور باہمی اتحاد و اتفاق کا شوق دلانا اور ان کی بہتری اور تر
کے وسائل کو پیدا کرنا اور تقویت دینا +

(۵) اہل اسلام کو گورنمنٹ کی وفاداری اور نمک حلالی کے فوائد سے آگاہ کرنا +

(۶) ان مقاصد کی تکمیل کے واسطے واعظوں کے تقرر اور رسالے کے اجراء وغیرہ
کو عمل میں لانا +

قواعد کا خلاصہ

(۱) اہل اسلام کے ہر فرقے کا آدمی خواہ وہ کہیں ہو اس انجمن کا ممبر ہو سکتا ہے +

(۲) ہر ممبر کو ۴ر ماہوار چندہ دینا ضروری ہوگا دولتمند اس سے زیادہ اور غریب
اپنے مقدور کے موافق اس سے کم دیں تو وہ بشکریہ تمام لیا جائیگا +

(۳) ہر ممبر کا فرض ہوگا کہ مقاصد اور اغراض انجمن کی تکمیل میں کوشش
کرے +

(۴) آمد و خرچ کا حساب اور جملہ انتظامی امور مجلس منتظمہ میں فیصل ہوتے ہیں +

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اب سے غالباً پینتیس ۳۵ برس پہلے کا مذکور ہے کہ ایسٹ انڈین ریلوے کا وہ حصہ جو الہ آباد اور فتحپور کے درمیان واقع ہے کھولا گیا۔ میں اُن دنوں مدارس الہ آباد کا ڈپٹی انسپکٹر تھا اور مجھ کو دورے کی ضرورت سے اکثر ریل پر سفر کرنیکا اتفاق ہوتا تھا۔ چونکہ ریل نئی چیز تھی۔ انتظام میں بھی بہت سے نقص تھے اور لوگ ریل کے ضبط اوقات اور اُس کی قوت رفتار سے بھی اچھی طرح آگاہ نہ تھے۔ ایکسیڈنس (حادثات) اکثر واقع ہوتے رہتے تھے۔ اُس وقت کی دو باتیں ابھی تک مجھے یاد ہیں۔ ایک ہنسی کی اور ایک افسوس کی *

ہنسی کی بات تو یہ ہے کہ اتفاق سے خبر نہیں کہاں کے۔ مگر وضع سے معلوم ہوتا تھا۔ لکھنؤ کی طرف کے دو صاحب ایک سٹیشن پر گھنٹوں پہلے سے ریل کے منتظر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں گھنٹی ہوئی اور ریل کے کسی ملازم نے آواز دی کہ پچھم کے جانیوالو ٹکٹ لینے چلو۔ ان دونو نے بھی ٹکٹ لئے۔ اور پھر فراغت سے اپنی جگہ جاکر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ریل آموجود ہوئی اور لوگ گاڑیوں پر سوار ہونے کے لئے دوڑے یہ دونو بھی ٹکے گز کی چال سے چلے۔ اول تو جس تکلف سے انہوں نے اسباب اُٹھایا ہے قابل دید تھا۔ دونو ہاتھ اور بستر۔ اسباب کی گٹھڑی۔ پاندان۔ حقہ اور اُس کے اجزائے ثلاثہ نیچہ و چلم۔ چلمیوں کی تھیلی۔ ایک دست کے برابر ٹوپی جو سر پر اوڑھے تھے یا اُنہی کے محاورے میں کیوں نہ کہوں۔ سر پر دیئے تھے۔ وہ اور شاید ناشتہ بھی۔ اتنی چیزیں سنبھالنے کو۔ اب مجھے یاد نہیں کہ اُنہوں نے ان سب چیزوں کو کیونکر سنبھالا۔ مگر گٹھڑی کو تو میں دیکھتا تھا الگ سے چٹکی میں پکڑے تھے اور کمر بل کھا کھا جاتی تھی *

اللہ اللہ کیا اختلاف اوضاع ہے ایک تو وہ ٹوپی تھی کہ میں نے اُس کو کف دست کے برابر بتایا اور ایک تمہارے صافے ہیں کہ باقی سارا لباس ایک طرف اور ایک سر بند ایک طرف۔ پھر مختلف بندش کی پگڑیاں ہیں۔ اپنے ہاتھ کی باندھی ہوئی۔ دستار بندوں سے

بندھوائی ہوئی - ایک سنی ایجوکیٹڈ پر امڈز آوا یجپٹ آن دی سالسٹ سکیل یعنی ننھا منا اہرام مصر کا نمونہ پارسیوں کی پگڑی اگر کہیں نظر پڑی ہو - اور ایک منصبداری پگڑی ہمارے حیدرآباد کی ہے - ہلکی سبک - پگڑی کی پگڑی اور ٹوپی کی ٹوپی عمامے ہیں پیچ ہیں - ہمارے ہاں کے نیچریوں کی وضع مختص لال پھندنیدار ترکی ٹوپی ہے - نیچری تو یہاں بھی بہت ہونگے مگر لال ٹوپیاں کم دکھائی دیتی ہیں - اور خدا جانے کتنی قسم کی ٹوپیاں ہیں جتنے سر اتنی ٹوپیاں ہیں اور دی لاسٹ دو نوٹ دی لیسٹ سب سے آخر مگر رتبے میں کم نہیں ایک بنگالہ ہے کہ اس کو ٹوپی یا پگڑی کسی چیز کی ضرورت نہیں - غرض ہمارا ہندوستان بھی عجیب مختلف الشان خطہ ہے - ہر ایک کی وضع نرالی - ہر ایک کی طرح جداگانہ - اور جتنا اختلاف ظاہر کا ہے اس سے کہیں زیادہ مذاہب کا معتقدات کا - تم کو تعجب ہوتا ہوگا کہ وہ بقدر کف دست ٹوپی سر پر کیسے سنبھلتی ہوگی - اگر اوڑھنے کا ارادہ ہو تو تدبیریں بتا دوں - وہ ٹوپی آلپینوں سے بالوں میں اٹکا لیجاتی ہے لیکن اب پرانی باتیں چھوٹتی چلی جاتی ہیں الا یہ ایک عجیب پھیر دیکھنے میں آتی ہے کہ جو صوبے بعد کو انگریزی عملداری میں آئے وہ جلد جلد انگریزی اثر سے متاثر ہوتے گئے ۔

خیر تو وہ ریل کے دو مسافر اپنا سارا بکھیڑا لئے ہوئے سوار ہونے کی غرض سے چلے - پلیٹ فارم پر جانے کو اکیلے اکیلے ایک گلیارے میں سے گذرنا ہوتا تھا - گلیارے کے سرے پر دونوں ٹھٹکے - ایک اس سے کہتا ہے کہ اے قبلہ آپ اور وہ اس سے اصرار کرتا ہے نہ قبلہ آپ ۔

یہ قبلہ قبلہ بیت المقدس تو تھا حکم آیا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ (اے پیغمبر اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کو پھیر لو اور تم لوگ کہیں بھی ہوا کرو مسجد حرام کی طرف اپنا منہ پھیر لیا کرو) اور حکم کے ساتھ سب کے سب کعبہ شریف کو مڑ گئے - یہاں تک کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تحویل قبلہ کے بعد پہلی نماز پڑھی اور نماز پڑھکر گھر جاتے تھے راہ میں ایک مقام پر بیت المقدس کی طرف کو نماز جماعت ہو رہی تھی انہوں نے ان لوگوں سے کہا تم کدھر کو نماز پڑھ رہے ہو قبلہ تو بدل گیا اور میں آنحضرت صلعم کے پیچھے کعبہ کی طرف نماز پڑھ کے چلا آتا ہوں - وہ لوگ رکوع میں تھے سنتے ہی کعبہ کو پھر گئے ۔

غرض ہمارے ان لکھنوی دوستوں کا قبلہ قبلۂ بیت المقدس تو نہ تھا کہ ایک حکم میں اسکی تحویل ہو جاتی۔ بلکہ وہ قبلہ تھا تکلف اور ظاہرداری کا۔ وہ قبلہ تھا دکھاوے کے تپاک کا۔ وہ قبلہ تھا وقتی ضرورت پر نظر نہ کرنے کا۔ وہ نام کو قبلہ تھا اور حقیقت میں قطب از جا نجنبد۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ریل نکل گئی اور یہ دونو افسوس کرتے رہ گئے ۔

دوسری حکایت یہ ہے کہ ایک مقام پر ریل کی سڑک دور تک اونچا ٹیلہ کاٹ کر نکلی تھی۔ دونو طرف ٹیلے کی سلامی دیواریں۔ بیچ میں سڑک۔ میں نے کہا تھا نا کہ یہ اُن دنوں کا ذکر ہے کہ ریل نئی نئی جاری ہوئی۔ نہیں معلوم بیلوں کا ایک گلہ کیونکر سڑک میں اتر آیا۔ ڈرائیور نے دیکھکر دور سے ڈراؤنی آوازیں نکالنی شروع کیں۔ پانی اُڑایا۔ غل مچایا۔ بیل کیا سمجھیں۔ یہاں تک کہ ریل اُن دونو دیواروں کے بیچ میں آ داخل ہوئی۔ دو بیلوں نے عجیب تماشا کیا۔ ایک تو بیچ سڑک میں گردن جھکا کان کھڑے کر پھنکارے مارتا ہوا ریل سے ٹکر لینے کو تیار ہوا اُس نے ریل کو شاید بھینس سمجھا ہوگا۔ اور دوسرا دم دبا کر نہیں بلکہ اُٹھا کر ریل کے آگے ہو لیا۔ اور باقی حیران و مبہوت ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کہ کدھر جائیں کدھر نہ جائیں۔ چونکہ جانے میں ریل سے اُس کا جوڑ ملنا چاہتا تھا اور اُس کو پیچھے سے آگے آگے بھاگتا تھا مگر ریل کی تیزی کو کیا پاتا اور اُن کا جو حیران و مبہوت کھڑے تھے کچھ کرتے نہ تھے غرض سب ہی کا قیمہ کر دیا۔ وہ ہار سیل سین (منظر خوفناک) جیسے ابھی تک بھولا نہیں اور بھولنے کا بھی نہیں ۔

ان دونو حکایتوں سے سوچنے اور سمجھنے والے کے لیے بہت بڑی نصیحت نکلتی ہے۔ ریل کو سمجھو کہ وہ زمانہ کا نمونہ ہے اور بیلوں کا گلہ ہم لوگ ہیں۔ اگر ہم زمانے کی قوت رفتار سے واقف نہوں تو اور اُس کا مقابلہ کرنا چاہیں تو اور اُس کے ساتھ ساتھ نہ چل سکیں تو اور کچھ نہ کریں تو زمانے کی ریل ہم میں سے کسی کو بے پیر کرنے والی رہ چھوڑنے والی نہیں۔ یہ وہ چکی ہے کہ خدا کسی کو اس کے پاٹوں میں ڈالے ہی نہیں۔ پاٹوں میں آیا اور چاہے اکٹھا ہو یا بکھرا سب کو پیس کر رکھ دیتی ہے۔ یہ نہ دانا دیکھتی نہ کیموں یا سرخوں یا داسی جو کچھ اس کے منہ پر چڑھ گیا پیس کر ڈالے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اب ہمارا کام ہے کہ زمانے کی رفتار کو پہچانو اُس کی قوت کو سمجھو اور پھر یہ دیکھو کہ تم ن ہیں ہو۔ اُن لکھنؤ والوں کی ٹکے گز کی چال چلکر ریل پر سوار ہو لو گے۔ یا زمانے

کی ریل کا مقابلہ کروگے - یا بھاگ کر اُس کی زد سے بچ جاؤ گے یا آنکھوں پر پٹی باندھکر کانوں میں رونٹر (پرانی روئی) ٹھونس کر زمانے کی ریل کی آمد سے بے خبر ہو رہو گے گم سم کھڑے بھا کر دگے اور ریل اوپر اوپر چلی جائیگی - ریل کے پہنچنے میں اب کچھ دیر نہ سمجھنا وہ آئی یہ آئی - بھاگو بھاگو - بچو بچو - انا النذیر العریان فالنجا فالنجا +

یہ عربی سمجھے - حدیث شریف ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار اہل مکہ میں منادی کرائی کہ مجھکو تم لوگوں سے کچھ ضروری بات کہنی ہے - فلاں وقت فلاں مقام پر جمع ہو جاؤ تو جو کچھ مجھ کو کہنا ہے تمکو اُس سے آگاہ کردوں - لوگ جمع ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ بھلا اگر میں تم سے کہوں کہ دشمن کی فوج تمکو لوٹنے مارنے کے ارادے سے اس پہاڑ کی آڑ میں آکر چھپی پڑی ہے تو تم میری بات کا یقین کروگے یا نہ کروگے سب بولے کہ ضرور یقین کرینگے - کیونکہ تم اپنی قوم کے بدخواہ نہیں - جھوٹ بولنا تمہارا شیوہ نہیں - اس پر آپ نے فرمایا کہ تمہاری خرابیاں حد سے گزر گئی ہیں اور نزول عذاب کا وقت آگیا - اور میں نے مارے جلدی کے کپڑے بھی نہیں پہنے اور جیسا بیٹھا تھا تمکو ڈرانے کے لئے بھاگا ہوا آیا ہوں +

یہی مضمون قرآن میں بھی ہے مگر دوسرے الفاظ میں - فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید - بڑے لوگوں کی بڑی باتیں - مگر میں نے جو آنحضرت صلعم کے مقولہ سے تمثل کیا - تو صرف اتنی بات پر کہ میرا نام نذیر ہے اور چاہے یوں سمجھو کہ مجھکو سوجھی یا کسی دوسرے کے سمجھانے سے سوجھی - مگر میں تمہارے اس بھرے مجمع میں اقرار کرتا ہوں ولا اُبالی - کہ دوسرے کے سمجھانے سے نہیں بلکہ اُس کی دیکھا دیکھی سوجھی کہ مسلمان دنیاوی تعزز - دنیاوی تمول کے اعتبار سے تباہ اور برباد ہوتے چلے جاتے ہیں - اصل میں غل مچانیوالا سوتوں کو جگانیوالا اَور ہے اور میں تو اُس کی ہاں میں ہاں ملانیوالا ہوں - وہ بھی اُس کی سی دلسوزی سے نہیں اُس کی سی اینگزائٹی (بیقراری) سے نہیں - میں تو سمجھا تھا کہ مسلمانوں کی بدقسمتی کا گرہ کچھ اُترتا چلا ہے - اور جب سر سید احمد نے اہل پنجاب کو زندہ دل کا خطاب دیا تو میں نے ایسا خیال کیا کہ ایسا دور اندیش ایسا تجربہ کار - جس نے مسلمانوں ہی کی دنیاوی اصلاح کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے اور شبانہ روز اسی دُھن میں غلطاں پیچاں ہے

ایک خطہ کے مسلمانوں کی نسبت ایسی عمدہ رائے ظاہر کرے تو یہاں کے مسلمان ضرور ایسے ہی ہونگے۔ لیکن سوائے اس ایک انجمن حمایت الاسلام کے پنجاب کے مسلمانوں نے اور کوئی فلاح قومی کا کام کیا ہو تو بول اُٹھو۔ کیا اتنے بڑے پنجاب کو پنجاب کے اتنے سارے مسلمانوں کو بس اس ایک انجمن کی اور ایسی انجمن کی حاجت تھی جسکی گزران محض توکل پر ہے شعر

زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہیں روزہ ٭ کہ اسمیں آئی تو روزی ہے اور نہیں روزہ

باد تو کیوں نہو گا مگر ایک مہینے سے بھی کم ہیں رمضان شریف تشریف لانیوالے ہیں

اگرچہ گزشتہ سالوں کی سی سختی اب کے رمضان میں نہیں ہو گی۔ مگر آخر روزہ روزہ ہے اُس وقت انجمن کی حالت کی تمکو قدر ہو گی اور پھر بھی جیسی قدر ہونی چاہئے نہیں ہو گی کیونکہ تمہارے یہاں برس دن بعد رمضان آئیگا اور انجمن میں بارہ مہینے امیر خانی رمضان رہتا ہے

امیر خانی رمضان کا قصہ یہ ہے کہ امیر خاں پنڈارا ایک لوٹیرا آدمی تھا اور اس نے اپنی قسم کے سپاہی جمع کر لئے تھے ان لوگوں کو کبھی تنخواہ نہیں دیجاتی تھی۔ اتفاق سے نقالوں کا ایک طائفہ اس کے لشکر میں پہنچا اور لوگوں کو اپنا تماشا دکھانا چاہا۔ لوگوں نے عذر کیا کہ ہمکو دانے گھاس کی مشکل پڑی رہتی ہے تمکو انعام واکرام کہاں سے دینگے۔ سرگروہ طائفہ نے کہا کہ ہمارا تماشا کراؤ تو ایسی نقل کرینگے کہ شاید تمہاری تنخواہیں بھی تقسیم ہو جائیں چنانچہ ایک شخص بہت بزرگ صورت جیسے ہماری انجمن کے نقیب الاولیا (خان نجم الدین صاحب[1]) آموجود ہوئے طائفے میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت آپ کون بزرگ ہیں انہوں نے جواب دیا کہ رمضان شریف۔ اتفاق سے وہ مہینہ شاید ربیع الاول کا تھا تو دوسرے نے حیران ہو کر پوچھا کہ رمضان شریف کے اس مہینے میں آنیکا کونسا موقع ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ تمکو معلوم نہیں میری تعیناتی امیر خاں کے لشکر میں ہے صرف ایک مہینے کی رخصت ملتی ہے اسی میں سارے جہان میں پھر آتا ہوں اور پھر اپنے ٹھکانے آبیٹھتا ہوں سنا ہے کہ یہ حکایت امیر خاں کے کان تک پہنچی اور اُس نے تنخواہ کے تقسیم کیئے جانے کا حکم دیا ٭

کیا ہمہ وقت کوئی آدمی تمہارے آگے جھولی پھیلائے کھڑا رہے۔ یا ہر ماہواری رسالے میں تمہارے پاس عرضیاں بھیجی جایا کریں۔ یا ہر سالانہ جلسے میں تمکو یاد دلایا جائے کہ ایک انجمن ہے اور اُس نے قوم کی امید پر رفاہ قومی کے بہت سے کام اٹھا رکھے ہیں۔

[1] یہ انجمن کے بڑے سرگرم ممبر ہیں لکچر کے وقت جلسے میں لوگوں کو یہی با ترتیب بٹھا رہے تھے ٭

اُس نے ہول پراونس کے یتیموں کو اپنی حفاظت میں لیا ہے اور یتیم آدمی کے بچے ہیں لاوارث بے کس ۔ اُن کو تمہاری طرح دو وقت بھوک لگتی ہے جاڑوں میں سردی ۔ اُن کو رہنے کو مکان ۔ ستر عورت کے لئے کپڑا درکار ہے ۔ غرض وہ بھی آدمیوں کی سی ضرورتیں رکھتے ہیں ۔ اور سوائے خدا کی ذات کے کوئی اُن کی ضرورتوں پر نظر کرنیوالا نہیں ۔ یا بیچے تم اگر خدا تمہارے دل میں رحم ڈالے اور یتیموں کا ترس کھاؤ ۔ یا انجمن بیوہ عورتوں کی پرداخت کرتی ہے ۔ یا انجمن نے سکول جاری کیا اور اب وہ اُس کو کالج کرنے پر مجبور ہوئی اور ان سب باتوں کو چاہیئے خرچ ۔ انجمن کیمیا بنانی نہیں جانتی ۔ اُس کو دست غیب کا عمل نہیں آتا ۔ اُس نے کہیں سے دبا گڑا خزانہ نہیں پالیا ۔ انجمن کے ممبر چور نہیں ۔ ڈاکو نہیں کہ کسی کا مال جاکر مار لائیں ۔ اُس کا سرمایہ وہی جو تم ہاتھ اُٹھا کر دیدو ۔ تم میں سے کون انجمن کی سی بے آس بے سہارے زندگی پسند کریگا ۔ کون ایسی زندگی کرتا ہے ۔ کون ایسی زندگی کر سکتا ہے تمکو شروع میں سمجھنا چاہیئے تھا کہ یہ انجمن کہاں تک پاؤں پھیلائیگی ۔ اور پبلک کی نظر میں غیر قوموں کی نظر میں ۔ خدا و رسول کی نظر میں اُس کے جاری ہونے سے تم کہاں تک ذمہ وار ٹھیروگے ۔ اگر یہ انجمن سسک سسک کر جی جیسی کہ اب تک جی اور اب جی رہی ہے تو سمجھ لو کہ میرے منہ میں خاک یہ ایک دن مریگی اور ضرور مریگی لیکن خدانخواستہ مری تو اکیلی نہیں مریگی ۔ مسلمانوں کی عزت کو ساتھ لیکر مریگی ۔ مسلمانوں کی غیرت کو ساتھ لیکر مریگی ۔ مسلمانوں کی حمیت کو ساتھ لیکر مریگی ۔ میں انجمن کے اتنے ثبات کو بھی اپنے زمانے کا اسلامی معجزہ سمجھتا ہوں ۔۔

سر سید پر جنہوں نے ہندوستان میں اس طرح کی بناشی (کفن کھسوٹی) کو رواج دیا جیسی چاہو بدگمانیاں کرلو ۔ میں سر سید احمد کا بھاٹ نہیں ۔ وہ اگر پیر ہوں تو اُن کا مرید نہیں ۔ اُستاد ہوں تو اُن کا شاگرد نہیں ۔ مرثیہ خواں ہوں تو اُن کا بسوریا نہیں ۔ امیر ہوں اور مجھ کو معلوم ہے کہ نہیں ہیں ۔ لیکن اگر امیر ہوں تو اُن کا دست نگر نہیں تھا ۔ نواب ہوں اور نہ انشاءاللہ مدت العمر ہونگا ۔ مگر ہے کیا آدمی ہوں ۔ دوست دشمن میں تمیز کرنیکی قومی حالت اور قومی ضرورتوں کے شناخت کی عقل رکھتا ہوں ۔ تمہارے اس لاہور میں اور لاہور کیا چیز ہے علیگڈھ میں

اور علیگڑھ کے شہر میں بھی نہیں بلکہ علیگڑھ یعنی محمڈن کالج میں خود سرسید اور اُن کے حواریین کے روبرو میں نے اس بات کے کہنے میں مطلق باک نہیں کیا۔ اور کیوں کرتا کہ میں اُن کے سب نہیں بعض معتقدات کو غلط سمجھتا ہوں لیکن جیسا مجھ کو ان کی ان غلطیوں کا تیقن ہے اس بات کا بھی تیقن ہے کہ وہ شخص منافق نہیں بزدل نہیں۔ مکار نہیں۔ اور قومی خیر خواہی سے ایسا سرشار ہے کہ اُس کا بس چلے تو اپنی تو پہلے ہی سے اُتار رکھی ہے۔ دوسروں کی پگڑی بھی اُتار کر مسلمانوں کے حوالے کردے وہ جو کہتے ہیں حبك الشئ يعمے ويصم (آدمی کو ایک چیز کی محبت اندھا بہرا کردیتی ہے) سید احمد خان کو مسلمانوں کی دنیاوی اصلاح کی دھن میں آگا پیچھا کچھ نہیں سوجھتا۔ افراط تو ہر ایک چیز میں مذموم ہے۔ پس میرے نزدیک سید احمد خاں میں عیب ہے تو یہ ہے میری رائے سید احمد کی نسبت اگر صحیح ہے تو میں کسی سے اُس کی تائید نہیں چاہتا اور اگر غلط ہے تو اصلاح کے لیئے اس کو کسی کے روبرو پیش نہیں کرتا میں نے سید احمد خاں کے ساتھ کسی امر میں مخالفت کی ہو تو سب سے زیادہ مجھی کو اُس کا افسوس ہے اگر مجھ سے اُس میں کسی طرح کی بے تہذیبی سرزد ہوئی ہو۔ ان کو خدا نے شرف دیا ہے باعتبار عمر کے۔ شرف دیا ہے باعتبار نسب کے۔ شرف دیا ہے باعتبار تعزز دنیاوی کے۔ بہت بڑا شرف دیا ہے باعتبار خیر خواہی قومی کے اور حدیث شریف میں آیا ہے من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا فليس منا۔ (جو چھوٹے پر مہربانی نہ رکھے اور بڑے کا ادب نہ کرے وہ ہم میں کا نہیں ہے) حدیث میں صغیر و کبیر دو لفظ مطلق واقع ہوئے ہیں صغیر سے نہ صرف بیٹا یا چھوٹا بھائی مراد ہے اور کبیر سے نہ صرف باپ یا رشتہ کا کوئی اور بزرگ اور نہ اس میں مذہب و عقائد کی قید ہے بلکہ جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں کچھ وفود یعنی ایلچی آئے اور وہ اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اُن کے سرگروہ کو آتا ہوا دیکھ کر اصحاب سے جو حاضر خدمت تھے فرمایا۔ قوموا الى سيدكم (اپنے سردار کو استقبال کر کے لو) غرض من لم يرحم صغيرنا الخ ایسا گولڈن رول (قاعدۂ زریں) ہے کہ اگر مسلمان اس پر پورا پورا عمل کریں تو ان کی سوسائٹی سے بہتر شایستہ و مہذب اور متفق و یکدل دنیا میں کوئی سوسائٹی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر مسلمان اپنے پیغمبر کی بات نہ مانیں اور لوگوں کو زبان و قلم سے ایذائیں دیں اور اپنے بڑوں کا ادب ملحوظ نہ رکھیں او باہم مسلمانوں میں رنجشیں اور عداوتیں پھیلیں اور

وہ سنار کی سی کھٹ کھٹ کرتا ہی رہے اور یہ ایک لوہار کی سی جڑ دیں اور یہ سارا زلزلہ آخرکار اسلام پر گرے تو اس میں اسلام اور پلیٹے اسلام کا کیا قصور ہے +

مسلمان رسول کی کیا مانینگے جب وہ خدا کی نہیں مانتے ہیں اس کی تائید میں قرآن کی چند آیتیں پڑھتا ہوں یآ ایھا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسےٰ ان یکون خیراً منھم ولا نساء من نساء عسےٰ ان یکن خیراً منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان - ومن لم یتب فاولئک ھم الظالمون یآایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتۃ فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب الرحیم ہ (اے ایمان والو کوئی گروہ دوسرے گروہ کی ہنسی نہ اڑائے عجب نہیں جن کی ہنسی اڑائی جاتی ہے وہ ہنسی اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اڑائیں عجب نہیں جن کی ہنسی اڑائی جاتی ہے وہ ہنسی اڑانے والیوں سے بہتر ہوں - اور اپنوں کو چھیڑو مت اور نہ برے لقبوں سے یاد کرو - ایمان لائے پیچھے نافرمانی بڑی بدنامی کی بات ہے اور جو توبہ نہیں کریگا تو وہی لوگ ظالم ٹھیرینگے - اے ایمان والو اکثر بدگمانیوں سے بچتے رہو - کیونکہ بہت سی بدگمانیاں داخل گناہ ہیں اور لوگوں کے حالات کی ٹوہ میں مت لگے رہو اور ایک دوسرے کی غیبت مت کرو - کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کریگا کہ اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھائے - اس سے تو تمکو ضرور گھن آتی ہوگی اور ڈرو اللہ سے بیشک اللہ توبہ قبول کرنیوالا اور بڑا مہربان ہے) +

اور خیر سید احمد خاں سے یہاں بحث بھی کیا ہے وہ اس انجمن کے سکرٹری نہیں ممبر نہیں - پیٹرن نہیں - بلکہ من وجہ یہ چاہتے ہوں تو تعجب نہیں کہ انجمن کے فنڈز جو کچھ ہوں لیجا کر علیگڈھ کالج میں ٹھونس دوں - کہ نہ ہزار ادھورے اور نہ ایک پورا - مگر جن کی طبیعتیں مفتون واقع ہوئی ہیں وہ ہر ایک کی گاڑی میں کسی نہ کسی طرح روڑہ اٹکائے نہیں رہتے شعر

درشوند ار بد ماغے رسند + باد شوند ار بچراغے رسند +

ان کی مثال خچر کی سی ہے کہ گدھوں کو لادنے لگے تو کہا میں گھوڑا ہوں گھوڑوں پر زین کسنے کی نوبت آئی تو لگا ہینچوں ہینچوں کرنے ان انکر الاصوات لصوت الحمیر۔ (سب سے بری آواز گدھے کی ہے) ایسے ظالم کہیں تو لدّو اور لدیگا نہیں تو یہ قومی بوجھ کیونکر اٹھیگا۔ یہ لوگ کیسا ہی نیک کام ہو ہمیشہ برے موڑ (اغراض) پر ڈھال لے جاتے ہیں۔ شعر

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد ٭ میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

اور کوئی جچتی ہوئی پھبتی نہیں سوجھتی تو مذہب کا حیلہ نکال کھڑا کرتے ہیں ڈاکٹر نعذیہ امراض میں) اختلاف کر رہے ہیں لیکن جس میں اختلاف ہے وہ تعدیہ امراض جسمانی ہے۔ روحی امراض کے متعدی ہونے میں کچھ بھی شبہ نہیں۔ ایک گندہ دل سارے کمیونٹی کے دلوں کے بگاڑ دینے کو کافی ہے جیسے ایک دیا سلائی ایک شہر کے جلا دینے کو بس کرتی ہے۔ اگر میٹیریل ڈرائی (چیزیں خوش) اور ہوا موافق ہو۔ فکونوا علی حذر (خبردار ہو) ~~~

اے بسا ابلیس آدم روے ہست ٭ پس بہر دستے نباید داد دست

میں اپنے زعم میں بہت ہی آزادانہ زندگی بسر کرتا ہوں نہ کسی کالج کا بانی ہوں۔ نہ کسی انجمن کا سکرٹری۔ نہ کسی اخبار کا اڈیٹر۔ لوگوں کی مدح و ذم سے مستغنی۔ تحسین و تضحیک سے بے نیاز میں نے ساری عمر لکچر نہیں دیئے۔ خدمت سے علیٰحدہ ہو کر خانہ نشین ہوا۔ نہیں معلوم لوگوں نے کیونکر سمجھ لیا کہ میں ہوا کا رخ پہچانتا ہوں جو کچھ آپ سمجھتا ہوں دوسروں کو سمجھا سکتا ہوں بشرطیکہ سمجھنا چاہیں اور سمجھ کے پیچھے لاٹھی لیئے نہ پھر رہے ہوں۔ دس دفعہ بلایا ایک دفعہ آ کھڑا ہوا اور آ کھڑا ہوا تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ دل میں ہو کچھ اور کہوں کچھ۔ ~~~

راست مے گویم و یزداں نہ پسندد جز راست ٭ حرف ناراست سرودن روش اہرمن است

مجھ سے اختلاف ہو تو مجھے جو جی چاہے کہو اور جو جی چاہے سمجھو اور از برائے خدا یہ نہ کرنا کہ جیسے سید احمد خان کے ساتھ مجھ کو سمیٹ لیا۔ میرے ساتھ اس بیچاری انجمن کو سان لو ٭

مجھ کو تو نیچری کہلانا عار تھا مگر نیچریت کے اب وہ معنی نہیں رہے جن کی وجہ سے

میں نیچریت کو عار سمجھا کرتا تھا۔ اب نیچریت یہ ہے کہ سید احمد خاں کو علیگڈھ کالج کا بانی کہو نیچری۔ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کا اڈیٹر کہو نیچری۔ سر کہو نیچری۔ ڈاکٹر کہو نیچری۔ آدمی کہو نیچری۔ تو ایسی نیچریت کا قبول کرنا اس سے زیادہ موجب عار نہیں ہونا چاہئے جیسے دو اور دو کا چار کہنا۔ میرا نیچریت کو تسلیم کرنا اسی قبیل سے ہے جیساکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ان کان رفضا حب ال محمد + فلیشہد الثقلان انی رافضی۔ (اگر آل محمدؐ کے ساتھ دوستی رکھنا رفض ہے تو دونو جہان اس پر گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں) +

میں جو اپنے نفس کا احتساب کرتا ہوں تو میرا صرف ایک ہی خیال ایسا ہے جس کو کوئی معاند نیچریوں سے ملتا ہوا کہہ سکتا ہے یہ میری رائے ضرور ہے کہ تاویل کرنے سے کسی حکم کی ایسی بے حرمتی نہیں ہوتی جیسی اصرار اور اعلان اور تعمیم کے ساتھ اس کی تعمیل نکرنے سے۔ بات کو صبر و سکون کے ساتھ سنو ہی نہیں تو اس کا کیا علاج ہے مگر سنو گے اور زمانہ ہماری دعا تو یہ ہے کہ تم ہی کو سنائے ورنہ تمہاری پہلی نسل نہیں تو دوسری اور دوسری نہیں تو قسم کھانے کی بات کہ تیسری ضرور سنیگی۔ کیا چھوٹی چھوٹی باتوں کے فکر میں پڑے ہو۔ انگریزی اجوکیشن کو روکو اگر تم سے روکی جائے۔ اور اب تو یہ ایسی جڑ پکڑ گئی ہے کہ بعض انگریز بھی جن کی یہ بلا لائی ہوئی ہے ؎ اے صبا ایں ہمہ آوردۂ تست اس کو روکنا چاہتے ہیں اور نہیں رکتی۔ جن لوگوں نے اجوکیشن کی قدر و قیمت کو جانا پہچانا وہ ایسے اس کے گرویدہ ہیں کہ اگر گورنمنٹ اعلےٰ درجہ کی تعلیم سے دست کش ہونا چاہے تو مارے اجیٹیشن کے یہاں سے ولایت تک گورنمنٹ کی دھجیاں بکھیر دیں لیکن اگر گورنمنٹ اعلےٰ درجہ کی تعلیم سے دست کش ہو بھی جائے تو وہ لوگ چاہے بھوکے مریں ننگے پھریں۔ بھیک مانگیں۔ مگر ایجوکیشن کا بال بینکا نہ ہونے دیں۔ بنگالی تو بنگالی ہمارے نارتھ وسٹرن پراونسز (ممالک مغربی و شمالی) میں گورنمنٹ نے دو کالج بند کر دئے۔ لوگوں نے چندہ کر کے دونو کو بدستور قائم رکھا تو جو لوگ اسلام کو معرض خطر میں سمجھتے ہیں ان کو چاہئے کہ ایجوکیشن کو روکیں اگر ان سے روکا جائے۔ اور یہ نہ رکی اور نہیں رکیگی تو جن باتوں کا سننا ناگوار ہے وہ اور ان سے بڑھ بڑھ کر تم آپ کہو گے۔ یہ اپنی آنکھوں دیکھے واقعات ہیں کہ جن باتوں کی اب کوئی مطلق پروا

نہیں کرتا اب سے چالیس برس پہلے ایک ایک بات کفر و زندقہ سمجھی جاتی تھی۔ میں ایسے باپ کا بیٹا ہوں کہ دہلی کالج کے پرنسپل نے ہر چند چاہا کہ میں انگریزی پڑھوں والد مرحوم نے جو ایک غریب آدمی تھے مگر اپنے وقت کے بڑے دیندار صاف کہ دیا کہ مجھے اس کا مرجانا منظور۔ اس کا بھیک مانگنا قبول۔ مگر انگریزی پڑھنا گوارا نہیں۔ میں ایسے مولوی کا شاگرد ہوں جنہوں نے لاٹ صاحب سے باستکراہ ہرچہ تمامتر اور بہ مجبوری ہاتھ ملا کر اس ہاتھ کو مٹی سے رگڑ رگڑ کر دھو ڈالا تھا۔ انگریزی صابون سے نہیں۔ جنہوں نے پانی پینے کا مٹکا جو جماعت میں رکھا رہتا تھا تڑ طوا ڈالا تھا اس واسطے کہ اس میں سے ایک شامت زدہ انگریزی خواں مسلمان پانی پی گیا تھا۔ تم کیا دینداری پر تو گے۔ دینداریاں یہ تھیں جو ہم نے دیکھی ہیں اور اب ان کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔ اور ایک دینداری یہ ہے جو ہم اور تم سب دیکھ رہے ہیں۔ ان تینوں کا ہی لیکھ۔ وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ۔ اور ایک دینداری اب سے پچاس برس بعد ہوگی اگر امام مہدی نہ آ گئے۔ تم ایک سرسید کو لئے پھرتے ہو۔ کچھ خبر بھی ہے زمانہ کتنے سرسید پیدا کر چکا اور کرتا چلا جا رہا ہے جن میں کے سرسید ہیں ان کا تو یہ مقولہ ہے شعر

اذا مات منّا سیّدٌ قام سیدٌ + قؤل لما قال الکرام فعولٌ

(جب ہم میں سے ایک سردار مرجاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا سردار کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور وہ بھی بزرگوں کی سی باتیں کرنے لگتا ہے اور انہیں کے سے کام) +

قرآن مجید میں یہود و نصاریٰ پر جہاں اور اعتراض ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ جو کچھ تمہاری کتاب میں لکھا ہے اس پر تو عمل کرو۔ فاتوا بالتوراة فاتلوها ان کنتم صادقین۔ ولیحکم اهل الانجیل بما انزل الله فیه۔ (توریت لے آؤ اور اگر تم سچے ہو تو اسے پڑھ کر دیکھو اور جن پر انجیل اتری ہے ان کو چاہئے کہ جو کچھ اللہ نے انجیل میں اتارا ہے اس کے مطابق تو حکم دیں) یا اُن وقتوں کی باتوں کو رہنے دو۔ احکام عشرہ میں کے یہ احکام کہ کل کے لئے ذخیرہ مت کرو۔ یا تمہارے داہنے کلّے پر کوئی تمانچہ مارے تو دوسرا اس کے سامنے کر دو۔ ہم نہیں کہتے کہ خدا نے یہ ناممکن التعمیل احکام بھیجے تھے شاید اس زمانہ

میں ایسے متوکل ایسے بے نفس لوگ رہے ہونگے - مگر اب ہمارے وقتوں میں کوئی ایک یہودی - کوئی ایک نصرانی یا کوئی ایک آدمی ان حکموں کی تعمیل کرتا یا کرسکتا ہے - تو خود اُنہی کا لا (تحالزن) اُن کو کنڈم کر رہا ہے (مجرم قرار دے رہا ہے) اب تم آپنی جگہ آپ احتساب کرلینا کہ مسلمان کسی ایسے الزام کے مورد ہیں یا نہیں - کیونکہ معاملہ خدا کے ساتھ ہے - شعر

زورت ار پیش میرود با ما ✤ با خداوند غیب وان نہ رود

کوئی نہیں کہتا اور کسی کو کہنا چاہیئے بھی نہیں کہ مذہب سے قطع نظر کرو - مذہب قطع نظر کرنے کی چیز نہیں ہے - آدمی کی اور خصوصاً ہم مسلمانوں کی دنیاوی اور دینی فلاح موقوف ہے مذہب پر - ہم اُس گروہ کے لوگ ہیں جن کو مذہب نے کھڑا کیا - مذہب نے ہم کو ترقی دی - مذہب نے ہماری حالت درست کی - مفلس تھے مذہب کی بدولت امیر ہوگئے - خاک مذلت پر پڑے تھے مذہب کی بدولت اوج عزت پر متمکن ہوئے - محکوم تھے - مذہب کی بدولت حاکم بنے - رعیت تھے - مذہب کی بدولت بادشاہ بنے - شاہنشاہ بنے - غرض کچھ نہ تھے مذہب کی بدولت سب کچھ ہوگئے - کیا یہ کچھ کم افسوس کی بات ہے کہ اب وہی ہم ہیں اصل ابتدائی حالت سے بھی کمتر فروتر - حالت میں اتنا انقلاب ایسا ردّوبدل - اس قدر اختلاف - یہ کیوں ؟ یہ وہی مذہب کا ریلیجس یعنی مذہبی غلط فہمی - مذہب کو بری طرح سے عمل میں لانا - یہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے - ہر شخص اپنی جگہ اس کا فیصلہ کرلے - کہ ہم مسلمان ہندوستان میں انگریزوں کی عملداری میں اسلام کو دنیاوی عزت - دنیاوی نموّل کے ساتھ جمع کرسکتے ہیں یا نہیں - اگر نہیں کرسکتے - تو کچھ بحث نہیں - تکرار نہیں - لڑائی نہیں - جھگڑا نہیں - چلو اپنا اپنا بوریا بدھنا باندھ باندھ کر ان ظالموں کی عملداری سے نکل بھاگیں - لیکن کتنے آدمی ہیں جو ایسا ارادہ کریں یا چلنے والوں کے ساتھ چل کھڑے ہوں - جس سے کہو گے وہی کانوں پر ہاتھ دھریگا کہ نا بابا ہم ایسا امن ایسی آسائش - ایسی آزادی کہاں پائینگے - رہا مذہب وہ ہمارے دل کے ساتھ ہے - جہاں ہم وہیں مذہب - شعر

میں وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہوں میں + میں ہوں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہوں میں

یہاں ہمکو کاہے کی روک ٹوک ہے نماز پڑھنی چاہیں پڑھیں روزہ رکھنا چاہیں۔ کوئی مانع نہیں۔ زکوٰۃ دینی چاہیں۔ یعنی انجمن حمایت اسلام کی مدد کرنی چاہیں۔ کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ حج کو جانا چاہیں کوئی مزاحم نہیں۔ ہاں روک سمجھو ٹوک سمجھو تو صرف اتنی کہ دوسرے مذہب والوں کے حقوق میں دست انداز نہ ہوں۔ لیکن کچھ ایسے بھی نکلینگے جن کے حق میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ سات سو برس پہلے کہ مرے ہیں ؎

ترک دنیا بہ مردم آموزند + خویشتن سیم و غلّہ اندوزند

اور شاعر عربی کہتا ہے۔ شعر

عجبت من شیخی ومن زھدہ + وذکرہ النار واھوالھا

یکرہ ان یشرب من فضۃ + ویسرق الفضۃ ان نالھا

(مجھکو اپنے پیر صاحب اور ان کی پرہیزگاری پر تعجب آتا ہے اور وہ جو دوزخ اور اُس کی ہولناک باتوں کا تذکرہ کرتے ہیں اس سے بھی تعجب آتا ہے چاندی کے باسن سے تو پانی پینا مکروہ سمجھتے ہیں اور اگر دسترس ہو تو چاندی چرا کر ڈب میں رکھ لیتے ہیں) ۔ حافظ شیراز فرماتے ہیں۔ شعر

فقیہ مدرسہ دے مست بود و فتوے داد + کہ مے حرام ولے بہ ز مال اوقاف است۔

یہ ہیں جو مسلمانوں کو اُبھرنے نہیں دیتے۔ عام مسلمانوں میں اتنی لیاقت نہیں کہ انجام کار کو سوچیں بیچارے بہکائے پھسلائے ہیں آجاتے ہیں اور یوں مسلمانوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔ لیکن یہ رفتار بقدم رجلا و یوخر اُخریٰ (ایک پاؤں آگے رکھیں اور ایک پیچھے) اس بُعد مسافت پر نظر کرتے کچھ بھی نہیں جو ہمکو طے کرنی ہے۔ کب تک اس تذبذب میں رہوگے بات کو یکسو کر چلو۔ یا تو کچھ مت کرو کہ اوپر والوں کو صبر آجائے۔ اور کرتے ہو تو جی کھولکر کرو۔ یا مرغے لڑانے منظور ہیں اور اسی میں کچھ مزہ ملتا ہے تو ویسی کہو۔ میں تو اس مرتبہ تم سے دو ٹوک بات کرنے آیا ہوں۔ میری نسبت اگر مذہبی بدگمانی ہے اور میرے عقائد برے ہیں۔ تو مجھکو اُن کا وبال بھگتنے دو۔ میں تم میں کسی سے شفاعت کا خواستگار نہیں۔ شعر

خفا کہ با عقوبت دوزخ برابر است + رفتن بپائے مردئ ہمسایہ در بہشت

یہ میری کبھی خواہش نہیں ہوئی اور انشاء اللہ ہوگی بھی نہیں کہ لوگوں کو

مذہبی عقائد میں اپنا ہم خیال بناؤں اور اہل الجماعۃ کا بھی لیڈر سمجھا جاؤں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ سے میرے اور لوگوں سے اُن کے افعال و معتقدات کا حساب لیا جائیگا۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔ (ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائیگا) لیکن کہلواتے ہیں تو کہتا ہوں۔ پوچھتے ہیں تو بتاتا ہوں۔ سوال کرتے ہیں تو جواب دیتا ہوں کہ میرے نزدیک اسلام لازمۂ انسانیت ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم لکن اکثر الناس لا یعلمون۔ (اللہ کی بناوٹ جس کے مطابق لوگوں کو بنادیا اللہ کی خلقت کو کون بدلے یہی ہے ٹھیک دین لیکن اکثر لوگوں کو معلوم نہیں)۔ کھانے سے پینے سے پہننے سے کسی وضع میں رہنے سے کسی زبان کے سیکھنے سے کسی علم کے پڑھنے سے۔ آب و ہوا سے۔ دنیاوی حکومتوں کے ردوبدل سے اس میں فرق نہیں آسکتا۔ اگر انسان ایک خدا کا قائل نہیں تو وہ اوج انسانیت سے ساقط ہو کر حضیض حیوانیت پر آگرا ہے۔ اور اگر ایک خدا کا قائل ہے اور بندہ بشر ہے کوئی امر نا مشروع کبھی اُس سے سرزد ہو جاتا ہے تو وہ ڈسپلن (قواعد) کو توڑتا ہے اور اُس کی پاداش میں شاید اُس کی ڈیل بول جائے۔ یا اُس کا ایک (درجہ) توڑ دیا جائے یا اس کا ریٹنگ (مراتب) گھٹا دیا جائے یا اُس کا بھتہ موقوف یا اور کوئی سزا دی جائے۔ مگر فوج سے اُس کا نام نہیں کٹیگا۔ اس کو گولی نہیں ماردی جائیگی اس کو پھانسی نہیں لگیگی (ڈسمس آل رِیس ہو چکا)۔ اسلام کی جنریلٹی (عمومیت) کہ قیامت تک اب کوئی پیغمبر نہیں آئیگا۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اور ما ارسلناک الا کافۃ للناس۔ (محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ خدا کے رسول ہیں جن پر نبوت ختم ہو گئی اور ہم نے تمکو کل دنیا کے سارے لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کے بھیجا ہے)۔ غرض کیا بلحاظ زمان اور کیا باعتبار مکان اسلام کی جنریلٹی پڑی پکار رہی ہے کہ اس کو کیا ہونا چاہئے اور لوگوں نے اس کو کیا بنا رکھا ہے مگر وہ اپنی اصلیت پر آئیگا ضرور آئیگا۔ اور یہی ایجوکیشن اُس کو اس کی اصلیت پر لائیگی۔ لیکن یہ جنریشنز کے کام ہیں۔ ایجوکیشن اور مذہب یعنی مذہب متعارف میں کسر و انکسار ہوتے کو مدتیں چاہئیں اُس وقت تک پیشینگوئی کے جرم میں جس

جس کی قسمت میں گالیاں کھانی لکھی ہیں گالیاں کھالے اور جس جس کی تقدیر
لعنتیں بدی ہیں لعنتیں سن لے اور پھر جو ہونا ہے وہ ہو گا۔ ع
نوشتہ بماند سیہ بر سفید + نویسندہ را نیز فردا امید

ایسا پریکٹیکیبل (ممکن التعمیل) ایسا سمپل (سلیس) ایسا ریزنیبل (معقول) مذہب جیسا کہ حقیقت میں اسلام ہے کوئی شخص جس کو خدا نے کامن سینس (معمولی عقل) دیا ہے اُس کو ریجکٹ (نامنظور) نہیں کر سکتا۔ وہ صرف تعصب کے اوجھل پہاڑ ہے ذرا از برائے خدا اس نکتے کو تو سمجھو کہ فطرۃ انسانی اسی طرح سے واقع ہوتی ہے کہ جو پیدا ہوتا ہے وہ مسلمان ہی پیدا ہوتا ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ تمام بنی آدم اصل خلقت کی رو سے مسلمان ہیں۔ یہ وہی بات ہے کہ کسی نے پوچھا ناک کدھر ہوتی ہے۔ ایک نے سامنے سے ناک پر انگلی رکھ کر بتا دیا کہ یہ ناک ہے۔ دوسرے نے گدی کے پیچھے سے ہاتھ لے جا کر بتایا کہ یہ ناک ہے۔ ناک تو جہاں ہے وہیں ہے صرف بتانے کے طریقے مختلف ہیں۔ قرآن سے تو اس کی سند سن ہی چکے ہو۔ وہی فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا اب لو حدیث ایک بار اس رحمۃ اور شفقۃ کے جوش میں جو پیغمبروں کا خاصہ ہے ہمارے پیغمبر صاحب نے اپنے خادم بلالؓ کو حکم دیا کہ اے بلالؓ جا مدینے کی گلی کوچے میں میری طرف سے پکار۔ پھر من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ (جو ایک دفعہ خدا کا قائل ہو وہ جنتی ہے) بلالؓ چلے راہ میں ملے عمرؓ۔ پوچھا بلالؓ کدھر۔ انہوں نے بیان کیا تو عمرؓ ان کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لوٹا لائے اور عرض کیا اے جناب کہیں ایسا نہ ہو یہ حکم عام سن کر لوگ نیک کاموں کے کرنے سے باز رہیں۔ وہ حکم ایک مصلحت سے اُس وقت مشتہر نہ ہوا مگر لکھا ہوا موجود ہے اور پڑھے لکھے اس سے واقف ہیں۔ اگر اسلام کو اس کے اصلی پیرائے میں پیش کیا گیا ہوتا تو لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ اسلام کو لیا ہوتا مگر دنیا کی بدنصیبی سے وہ پیش کیا گیا غارتگری اور خونریزی کے پیرائے میں پیش کیا گیا عذاب اور مصیبت کے پیرائے میں اور پیش کرنے والے کون دنیا کے بادشاہ جاہ و ثروت کے فریفتہ ملک گیری کے حریص پس لوگ اسلام کی ڈراؤنی صورت سے لگے بھاگنے اور افسوس ہے کہ اب بھی مسلمانوں کی طرف سے استمالت اور تالیف قلوب کی مطلق کوشش نہیں کیجاتی

وہ پشت ہا پشت کے موروثی مسلمانوں کو اسلام سے نکال دینے کی فکر میں لگے ہیں۔
مسلمانوں کو کافر کہ بیٹھنا مرتد بنا دینا یہ تو اُن کی ایک معمولی بات ہے۔ جن طبیبوں کے
پاس مرجوعہ زیادہ ہوتا ہے وہ موسمی امراض کے کسی ایک نسخے کی بہت سی نقلیں کرا رکھتے
ہیں نہ نبض دیکھیں نہ حال پوچھیں مریض آیا اور اُنہوں نے مسند کے تلے سے نسخہ
نکال حوالے کیا۔ اُدھر ایک عطار لگا ہوا ہے وہ حکیم صاحب کے دستور سے واقف ہے
اس نے پہلے ہی سے پڑیاں باندھ رکھی ہیں اتنا دیکھ لیا کہ نسخہ حکیم صاحب کا ہے
دواؤں کے نام اور اوزان پڑھے اس کی بلا ڈھونڈے سے کہا فلاں خانے میں جو پڑا
رکھا ہے ان کو لاکر دے دے۔ لائیے حضرت ساڑھے چار پیسے۔ قریب قریب یہی
حال ہے اس زمانے کے کفر کے فتووں کا۔ لیکن اے آریو اے برھمو۔ اے
ہندو بھائیو اے عیسائیو اے اسلام کے سوا کسی مذہب کے ماننے والو۔ اے
مذہب کی تلاش رکھنے والو ان لوگوں کی باتوں پر مت جاؤ اگر تم آدمی ہو اور ضرور
آدمی ہو اگر تم عقل بھی رکھتے ہو اور ضرور رکھتے ہو تو تم خدا کو مانتے ہوگے اور
اس کو ایک بھی جانتے ہوگے اب تم ساری دنیا کو چھان مارو دیکھو تو اتنی ہی
بات پر کوئی بھی تم پر ہاتھ دھرتا کوئی بھی تم کو نجات ابدی دلا دینے کا وعدہ کرتا
ہے۔ ہاں۔ ایک شخص ہے محمد عربی اسلام کا پیغمبر منکسر متواضع سیدھا سادہ
بے تصنع بے تکلف بے طمع وہ اطمینان کرتا ہے کہ چلو میں تم کو بخشوا دیتا ہوں
بے شک لوگوں نے اس کی برائیاں تم سے کی ہونگی اور اب بھی کرتے ہونگے
لیکن اگر کوئی تم سے کہ دے کہ کوّا تمہارے کان لے گیا تو کیا سننے کے ساتھ
کوّے کے پیچھے دوڑے دوڑے پھروگے۔ کیوں نہیں پاس کے پاس ٹٹول لیتے
کہ سر میں کان بھی ہیں یا نہیں۔ اس کی بات کو تو جانچو کہ کہتا کیسے پتے کی
ہے۔ ابدی نجات اور ایسی سستی۔ اور اگر نجات کی قدر ہی نہیں اور ڈوب ڈوب
میں مرنا منظور ہے تو پڑو چولھے میں۔ ہم تو اپنا الاہنا اتار چکے +

مذہب کا گڈیوس (یعنی اچھا استعمال) یہ ہے کہ ہم اپنے نفوس کی
اصلاح کریں۔ ہم کو آپ اپاہج بننے کا کوئی استحقاق نہیں لا تزکوا
انفسکم ھو اعلم بمن اتقی۔ اپنے منہ آپ نیکوکار مت بنو خدا ہی کو

خبر ہے کہ اُس کے نزدیک کون نیکو کار ٹھیرتا ہے) میں خیال کرتا ہوں کہ انسان کو اپنے نفس کی اصلاح کا ایسا شغل ہے کہ اگر وہ اس ڈیوٹی کو اچھی طرح ادا کرے۔ تو اُس کو دوسروں کے حالات کی تجسس کی فرصت ہی نہیں ملسکتی۔ میری باتوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہوگا کہ جو کچھ میں کہ رہا ہوں اُس پر عمل کرتا ہوں۔ لیکن اگر عمل کرتا ہوتا تو تم سب پر عمل مقناطیسی کر دیا ہوتا۔ اثر جو نہیں ہوتا اسی سے نہیں ہوتا کہ کہا سب کچھ جاتا ہے اور کیا کچھ بھی نہیں جاتا۔ پلیت

ہر یکے ناصح برائے دیگراں + ناصح خود یافتم کم درجہاں

کہنے کو تو چھوٹے چھوٹے دو جملوں میں سارے اسلام کا خلاصہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ (خدا ایک محمدؐ برحق) لیکن منہ سے ایک اور برحق کہنے کی سند نہیں۔ کردار سے۔ گفتار سے۔ رفتار سے ثابت کرو کہ تمنے خدا کو ایک اور محمدؐ کو برحق سمجھا۔ ایک توحید ہی کی ایسی ٹیڑھی کھیر ہے کہ اُمتیں کی اُمتیں اسی امتحان میں فیل ہو گئیں۔ باوجودیکہ عقلی شہادت موجود ہے اور جو عقل ہمکو بتاتی ہے کہ خدا ہے۔ وہی یہ بھی بتاتی ہے کہ وہ ایک ہے۔ مگر آدمی کچھ ایسا ڈھل مُل یقین مخلوق ہے کہ وقت پر بہک ہی جاتا ہے۔ اسلام سے پہلے خدا ہی کی اُتاری ہوئی شریعتیں تھیں ان شریعتوں میں اوامر تھے۔ نواہی تھے۔ آداب تھے۔ مواعظ تھے۔ حکم تھے۔ سب کچھ ہی تھا یہی باتیں تھوڑی رد و بدل سے اسلام میں بھی ہیں۔ پھر کیا ضرورت داعی ہوئی کہ ایک نیا مذہب جاری کیا جائے کہ وہ جورو کو خصم سے۔ باپ کو بیٹے سے۔ دوست کو دوست سے۔ الگ کو جا بُدا سے۔ گھر سے۔ وطن سے۔ آدمی کو آدمی سے جدا کر دے۔ اور ایک جدید قانون ہو اور وہ فیصلہ کرے فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ (ایک گروہ جنت میں ایک گروہ دوزخ میں)۔ ہاں وہ ضرورت تھی اُسی توحید کی خامی اُسی توحید کا تزلزل۔ بس بڑی بات سب سے بڑی بات۔ معتم بالشان بات جو اسلام میں ہے وہ توحید ہے۔ پاک۔ صاف۔ خالص۔ بے آمیزش ٭

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اس کا اس قدر اہتمام تھا۔ کہ ساری عمر اسی کی رخنہ بندیوں میں لگے رہے۔ اپنی تعظیم تک جائز نہیں

رکھتے تھے ۔ کہ کہیں ایسا نہو لوگ مبالغہ کرنے لگیں ۔ اور میرے ساتھ وہ معاملہ کریں جو یہود نے حضرت عزیر اور نصاریٰ نے حضرت عیسےٰ علےٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا ۔ بدر کی لڑائی فتح ہوئی تو انصار کی لڑکیاں بیت الرسالت میں آکر شادیانے گانے لگیں ۔ آپ خاموش پڑے سنتے رہے یہاں تک کہ اُنھوں نے کہا ہم میں رسول ہیں جو غیب کی باتیں جانتے ہیں جھٹ اٹھ بیٹھے ۔ اور فرمایا کہ نہیں نہیں وہی اپنا پہلا گیت گائی جاؤ ۔ اپنی قبر کے بارے میں تو آپ نے بار بار فرمایا کہ دیکھنا میرے بعد میری قبر کو نہ پوجنے لگنا ۔ تصویر کے کھینچنے تصویر کے رکھنے کے باب میں جیسے جیسے وعید ہیں وہ سب تدبیریں تھیں سد باب بت پرستی کی ۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس سے بڑھکر انسان اور کیا کر سکتا ہے کہ پانچوں وقت نماز میں ہر مسلمان کے منہ سے کہلوایا جاتا کہ اشھد ان لآ الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہٗ و رسولہ *

اس نبی موحد علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات کی امت کو دیکھو ہم کو دوسرے ملکوں کی تو خبر نہیں مگر غالب ہے کہ یہی حال ہوگا جو یہاں کا ہے ۔ کہ بزرگان دین کی تعظیم کو حد عبادت تک پہنچا دیا ہے ۔ جب تک منہ سے نہ کہیں ۔ معلوم نہیں ہوتا کس سے حاجت طلب کر رہے ہیں اور کس کی شفاعت چاہتے ہیں اور اگر خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (بہتر لوگ میرے زمانے کے پھر جو ان کے بعد پھر جو اُن کے بعد) کے سلسے کی رعایت کیجائے اور رعایت ہونی چاہئے کیونکہ وہ فرمودہ رسولؐ ہے ۔ تو ان بزرگوں کی نوبت کبھی نہ آئے ۔ لیکن مسلماناں درگور مسلمانی در کتاب ۔ معدودے چند مسلمان ہیں جو توحید کا پاس کرتے ہیں ۔ سو اُن کو وہابی وہابی کہکر اس فکر میں لگے ہیں کہ ان کو باغی سرکار ٹھیرا کر بن پڑے تو جلاوطن کرا دیجے ۔ سورۂ مائدہ کا اخیر رکوع میرے اس مطلب سے بہت ہی چسپاں ہے فرماتے ہیں ۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ

وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا
مَا اَمَرْتَنِیْ بِهٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا
مَا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ وَاَنْتَ
عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ - اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ
فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ - قَالَ اللّٰهُ - هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ
صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (اور جب اللہ پوچھیگا
کہ اے مریم کے بیٹے عیسٰے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھ کو اور میری
ماں کو معبود قرار دو تو حضرت عیسٰےؑ بارگاہ رب العزت میں عرض کرینگے کہ اے خداوند
تو عار شرک سے بری ہے - بھلا یہ کہیں مجھ سے ہو سکتا تھا کہ جو بات مجھے سزاوار نہیں
منہ سے نکالوں - اگر میں نے کہی ہوگی تو اے خدا ضرور تجھ کو اُس کا علم ہوا ہوگا
کیونکہ تو میرے دل کی بات جانتا ہے اور مجھے تیرے اسرار قدرت کی کچھ خبر نہیں - میرے
دل کی بات کیا تجھ کو غیب کی ساری باتیں معلوم ہیں مجھ کو جو تو نے ارشاد فرمایا تھا
وہی جوں کا توں میں نے ان لوگوں کو کہ سنایا تھا - اس کے سوا ایک حرف نہیں -
کہ اللہ کی پرستش کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے اور جب تک میں ان کے
ساتھ موجود رہا میں ان کے حالات دیکھتا رہا - جب تو نے مجھ کو اپنے پاس بُلا لیا
تو تو اُن کا نگران حال تھا اور تو سبھی چیزوں کو دیکھتا رہتا ہے - اگر تو اُن کو سزا
دینی چاہے تو یہ تیرے بندے ہیں تیرے حکم سے باہر نہیں اور اگر معاف کردے
تو تو اختیار رکھتا ہے اور مصلحت شناس ہے - اس پر اللہ جل شانہ فرمائیگا آج
کا دن وہ دن ہے کہ سچوں کو اُن کا سچ کام آئیگا - ان کے لئے باغ ہیں جن
کے نیچے نہریں پڑی بہ رہی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اُن میں رہینگے - اللہ
اُن سے راضی اور وہ اللہ سے خوش - یہ ہے بڑی کامیابی) ٭

انبیا کے بھی مدارج ہیں چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے - تِلْكَ الرُّسُلُ
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ
وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (یہ ہمارے

رسول ہیں۔ ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر مدارج کے اعتبار سے بزرگی دی اور مریم کے بیٹے عیسےٰ کو ہم نے معجزے دیئے اور روح القدس سے مدد دی) جب تک قرآن یا حدیث میں صراحت نہ ہو ہم کسی پیغمبر کے درجہ کی تعیین نہیں کرسکتے اس آیت میں جو میں نے ابھی پڑھی عیسے علیہ السلام کا بالتخصیص مذکور ہے اور ایک جگہ فرماتے ہیں۔ شرع لکم من الدین ما وصّی به نوحًا والذی اوحینا الیك وما وصینا به ابراهیم و موسیٰ وعیسےٰ (تمہارے لئے دین کی ایسی راہ نکالی جس کی وصیت نوحؑ کو کی تھی اور اسی کی وحی ہم نے تمہاری طرف بھیجی اور اسی کی وصیت ابراہیم اور موسےٰ اور عیسےٰ کو کی تھی)۔ اور ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ولقد ارسلنا نوحًا وابراهیم وجعلنا فی ذریتهما النبوّة والکتاب فمنهم مهتد وکثیر منهم فٰسقون۔ ثم قفینا علےٰ اثارهم برسلنا وقفینا بعیسے بن مریم واٰتیناه الانجیل۔ (اور ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو رسول بناکر بھیجا اور ان کی نسل میں نبوت اور کتاب کو رکھا تو اُن میں سے بعضے راہ یاب ہیں اور اکثر ان میں کے بدکار ہیں۔ پھر انہیں کے قدم بقدم ہم نے اپنے دوسرے رسولوں کو چلایا اور انہیں کے قدم بقدم عیسےٰ کو چلایا اور ہم نے ان کو انجیل بھی دی) ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ بھی بڑے درجہ کے پیغمبر ہیں اور صاحب کتاب ہونے میں تو کچھ شک ہی نہیں۔ ایک بات اُن میں خاص ہے کہ دوسرے انبیا کو معجزے دیئے گئے تھے اور حضرت عیسےٰ کو بھی دیئے گئے تھے۔ مگر وہ خود بھی ایک معجزہ تھے کیونکہ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ بہرکیف وہ ایسے کچھ تھے کہ لاکھوں کروڑوں آدمیوں نے غلطی کی۔ بیجا کیا۔ بُرا کیا۔ مگر اُن کو خدا مانا۔ اچھا خدا مانا تو کیا گیا وہ کیا جو خدا کے ساتھ کرتے ہیں اُن سے دعائیں مانگیں۔ اُن سے حاجتیں طلب کیں۔ اُن کو خدا کی طرح متصرف با اختیار سمجھا۔ اُن کی وہ تعظیم کی جو خدا کی کیجاتی ہے اسی کا نام ہے شرک۔ اور یہی وہ بلا ہے جسکی خدا کو چڑ ہے۔ وہ فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (شرک بڑی ہی ظلم کی بات ہے) اور فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ

لِمَنْ یَّشَآءُ (اللہ کے ہاں سے اُس کی تو مغفرت نہیں جو شرک کرتا ہے لیکن شرک
سے کم جو گناہ ہوں وہ جس کو چاہے معاف کر دے) اور واقع میں شرک تو کھلی کھلی
بغاوت ہے جیسا ایک شخص خدا کو خدا ہی نہیں مانتا پھر اُس سے امید مغفرت
کیسی - جو تیرا خدا ہو اُس کے پاس جا اور اُسی سے مغفرت مانگ - جن لوگوں نے
حضرت عیسٰے کو اور اُن کی والدہ کو شریک خدائی گردانا آدمی سے سب حمق ہو سکتے
ہیں - مگر نہیں ہو سکتا تو یہ کہ وہ اپنے تئیں خدا سمجھے - اور فرعون کا - انا ربکم
الاعلٰے - سنا ہو تو وہ اُس کی بیہودہ شیخی تھی اور خوشحالی اور حکومت کے غرہ میں
آکر حضرت موسٰے کی ضد سے اُس نے نالائق بات منہ سے بک دی عجز و بیکسی
کا وقت آیا تو اُس کی ساری قلعی کھل گئی - حتّٰے اذا ادرکہ الغرق قال اٰمنت
انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین - (جب لگا
ڈوبنے تو بول اٹھا میں اس بات پر ایمان لایا کہ جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے
ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مان نکلا) اور فرعون پر کیا موقوف ہے
تمام آدمیوں کا یہی حال ہے کہ مصیبت کے وقت ان کو خدا یاد آتا ہے اور خوشحالی
میں خدا کی کچھ پروا نہیں کرتے - چنانچہ انسان کی اس عادت کو خدا تعالےٰ نے اس طرح
پر بیان فرمایا ہے - حتّٰے اذا کنتم فی الفلک وجرین بھم بریح طیبۃ وفرحوا
بہا جاءتہا ریح عاصف وجاءھم الموج من کل مکان وظنوا انھم
اُحیط بھم دعوا اللہ مخلصین لہ الدین - لئن انجیتنا من ھٰذہ لنکونن
من الشاکرین - فلما انجاھم اذا ھم یبغون فی الارض بغیر الحق یاایھا الناس
انما بغیکم علٰے انفسکم متاع الحیوۃ الدنیا ثم الینا مرجعکم فننبئکم بما کنتم
تعملون ٥ (یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور باد موافق اُس کو لے
چلتی ہے اور مرضی کے موافق ہوا پاکر خوش ہوتے ہیں تو ہوا کا جھونکا ناؤ کو آلگتا ہے
اور ہر طرف سے موجیں آنے لگتی ہیں اور لوگوں کو خیال ہوتا ہے کہ اب تو ہم گھر گئے
تو بڑے خلوص کے ساتھ خدا کو پکارنے لگتے ہیں - کہ اگر ہم کو اس بلا سے نجات دے
تو ہم تیرے شکر گزار بندے ہو کر رہینگے - جب اُن کو خدا نجات دیتا ہے تو ناحق خشکی
میں جا کر بغاوت کرنے لگتے ہیں لوگو یہ بغاوت تمہارے ہی حق میں مضر ہے - دنیا

کیے جیسے جیسے فائدے ہیں۔ پھر تمکو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے اس وقت ہم تمکو سنا دینگے کہ تم نے کیسے عمل کئے)۔ منہ بھر بھر کر فرعون پر لعنت کرنے کو تو سب ہی جانتے ہیں اور مجھے ایک دن خیال آیا کہ فرعون کی طرح الیس لی ملک مصر وھذہ الانھار تجری من تحتی (کیا میں ملک مصر کا مالک نہیں ہوں اور یہ نہریں میرے محلوں کے تلے پڑی بہ رہی ہیں) ہو اور پھر آدمی انا ربکم الاعلیٰ نہ کہے تو جانیں۔ وہ شیخی جو مادۂ فرعونیت ہے ہمارے ہاں کے ناموں اور خطابوں میں بڑی جھلک رہی ہے۔ تو غرض یہ ہے کہ حضرت عیسےٰ کی شان سے نہایت بعید تھا کہ دعوئے خدائی کریں اور اپنی پرستش کرانا چاہیں۔ ماکان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتٰب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتٰب وبما کنتم تدرسون ولا یامرکم ان تتخذوا الملٰئکۃ والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون۔ (یہ کسی بشر کا کام نہیں کہ خدا اس کو کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائے اور پھر وہ لوگوں سے لگے کہنے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بنو بلکہ وہ تو یہ کہیگا کہ خدا پرست بنو کیونکہ تم کتاب اللہ پڑھتے پڑھاتے رہے ہو اور تمکو ایسا حکم نہیں دیگا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا بناؤ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تم تو اسلام لے آئے اور وہ تم کو کفر کا حکم دے) لیکن حضرت عیسےٰ کے معتقدین نے ان کی پرستش کی اور ان کو اور ان کی والدہ کو خدائی کے درجہ میں لیا۔ لیکن یہ ایسا ان کو سیری ہینیل (خلاف قیاس) خیال ہے کہ واقع میں سخت تعجب ہوتا ہے لوگوں نے کیوں اس کو ایک لمحہ کے لئے بھی دل میں آنے دیا۔ مگر پھر کچھ بھی تعجب نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت عیسےٰ تو پھر بھی بڑے رتبے کے پیغمبر تھے۔ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ معجزوں کی طاقت سے مردوں کو جلاتے اندھوں کو بینا۔ کوڑھیوں کو چنگا کرتے تھے۔ ان کی نسبت ایسا شبہ کر لیا گیا ہو کہ یہی خدا ہیں یا یہ بھی خدا ہیں تو انسان کے ضعف سے کچھ بعید نہیں لیکن ہم مسلمانوں کا کیا حال ہے کہ ہم میں کا ایک جم غفیر قریب قریب اسی طرح کی مدارات ہر ایک شخص کے ساتھ کرتا ہے جس کو وہ بزرگ سمجھ لے تو ہم کس منہ سے اعتراض کر سکتے ہیں یہود پر

نصاریٰ بلٹے پر مشرکین پر ۔

باقی رہی تاویل کہ ہم ان کی تعظیم کرتے ہیں نہ پرستش ہم ان سے شفاعت چاہتے ہیں نہ حاجت ۔ سو یہ تاویل تو نئی نہیں بلکہ مشرکین سے لی گئی ہے اور خدا کی جناب سے نامنظور ہو چکی ہے وہ بھی یہ کہتے تھے هؤلاء شفعاؤنا عند الله (یہ ہیں ہماری سفارشی اللہ کی سرکار میں) ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفیٰ (ہم تو ان کی پرستش اسی لئے کرتے ہیں کہ اللہ کی سرکار میں ہماری رسائی کی تقریب کر دیں) کیا انصاف ہے کہ وہ خدا کی نظر میں ایسی ہی شفاعت اور ایسے ہی تقریب کے ہوتے مشرک ٹھیریں اور ہم موحّد کے موحّد ۔ توحید نہ ہوئی ۔ بی بی تمیز کا وضو ہوا کہ وہ کسی طرح ٹوٹتا ہی نہیں ۔ پس ہم نے بنی اسرائیل کی طرح خدا کے ساتھ ایک ادعائی خصوصیت پیدا کر رکھی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے نحن ابناء الله واحباءه (ہم اللہ کے فرزند ہیں اور اُس کے دوست) لن تمسنا النار الا ایاما معدودة (سوائے چند روز کے ہم کو آتش دوزخ چھوئے گی بھی تو نہیں) اُن سے پوچھا جاتا ہے اتخذتم عند الله عهدا فلن یخلف الله عهده ام تقولون علی الله ما لا تعلمون (کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ خدا اپنے عہد کے خلاف نہیں کر سکتا یا بے جانے بوجھے خدا پر بہتان بندی کرتے ہو) اگر ہم سے پوچھا جائے تو کیا جواب؟

لوٹو اصل مطلب کی طرف دو باتیں متیقن تھیں ایک یہ کہ حضرت عیسےٰ نے اپنی اور اپنی والدہ کی پرستش نہیں کرانی چاہی ۔ دوسری یہ کہ خدا کو بھی علم تھا کہ انہوں نے نہیں کرانی چاہی ۔ با اینہمہ چونکہ خدا کو شرک سے حد درجہ کی ناراضی ہے ۔ خدا نے نہ تو حضرت عیسےٰ کے تقرب کا پاس کیا اور نہ ان کی براءت پر نظر فرمائی ۔ اور ہمارے محاورے کے مطابق اُن سے نہ صرف کیفیت دریافت کی بلکہ جواب طلب کیا ۔ ءانت قلت للناس (کیا تو نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا سمجھو) حضرت عیسےٰ کو اپنی براءت معلوم تھی اور یہ بھی جانتے تھے کہ خدا کو بھی میری براءت معلوم ہے چاہئے تھا کہ ہیکڑی اور بیباکی سے جوابدہی کرتے مگر وُہی ۔ شعر

بہ تہدید گر برکشد تیغ حکم ٭ بمانند کرو بیاں صُم و بُکم

سوال سُنکر تھرّا اُٹھے اور جواب وہی کا وہ پیرایہ اختیار کیا کہ اقراری مجرم بھی نہیں کرتا - بیت

گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ ٭ تو در طریق ادب کوش وگو گناہ من است

چھوٹتے ہی تو یہ عرض کیا سبحنک اے پروردگار تیری شان اس سے کہ کوئی تیرا شریک خدائی ہو ارفع و اعلےٰ ہے - اے عیسےٰ تم پر خدا کی رحمت اپنی صفائی ظاہر کرتے ہیں مگر کس خوبی سے تعلیم شرک کا الزام تھا - پہلے ہی شرک کی جڑ کاٹ دی .. اس کے بعد عرض کیا ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق - (بھلا میں اور ایسی بات کہتا جو مجھ کو کہنی سزاوار نہ تھی) - میں تو تیری طرف سے رسول بنکر گیا تھا اگر خدائی کا دعوےٰ کرتا تو اپنے تئیں آپ ہی جھٹلاتا - اور مجھ کو وہ خدائی پھبتی ہی کب تھی - دوسرے لوگوں میں اور مجھ میں رسالت کے سوائے امتیاز ہی کیا تھا کہ میں خدا بننا چاہتا - ساری حاجتیں اور ضرورتیں جو دوسروں کو پیش آتی ہیں مجھ کو بھی پیش آتی تھیں - بے اختیاری اور درماندگی جیسی دوسروں میں ویسی مجھ میں - حضرت عیسےٰ چاہتے تو صرف سبحنک کہکر چپ کر جاتے یا خیر ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق پر بس کرتے کیونکہ اتنا کہنے سے وہ اپنی صفائی کر چکے تھے - مگر انبیا تو تقرب کے بھوکے ہوتے ہیں - ان کو خدا سے بات کرنے کا موقع ملے تو ایک منٹ کی جگہ ایک گھنٹہ لگا دیں ٭

جس وقت حضرت موسےٰؑ کو خلعت پیغمبری عطا ہو رہا تھا تو خدا تعالےٰ نے پوچھا وما تلک بیمینک یا موسیٰ (موسےٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کیا ھی عصای - ھی کا لفظ بھی زیادہ ہی تھا - مگر عصای سے ھی عصای کہنے میں کچھ دیر لگتی ہی ہے - پھر موسےٰ تو ھی عصای پر بھی کب بس کرنیوالے تھے - عرض کرتے ہیں اور کرتے چلے جاتے ہیں - اتو کا علیہا واھش بہا علے غنمی ولی فیہا مارب اُخریٰ (میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں - اور درختوں کے پتے جھاڑ کر بکریوں کو کھلاتا ہوں اور اس سے میرے اَور بھی مطلب نکلتے ہیں) ٭

یہی حال حضرت عیسےٰ کا ہؤا - بلکہ ان کو تو اپنی صفائی بھی کرنی تھی جہانتک زبان نے یاری دی کہے ہی چلے گئے - کہ میں نے ایسی نالائق بات منہ سے نکالی ہوگی تو تجھ کو ضرور خبر ہوئی ہوگی - کیونکہ تو تو میرے دل تک کا حال جانتا ہے اور میں تیرے دل کی بات کیا جانوں - کہ تو مجھ سے تبلیغ رسالت کے سوائے اور کیا چاہتا تھا - اور تجھ سے تو غیب کی بھی کوئی بات پوشیدہ نہیں - ابھی حضرت عیسےٰ کیا چپ کر سکتے ہیں اُن کو اپنی برات کا جوش آرہا ہے اور کہے چلے جاتے ہیں کہ مجھ کو تو جو حکم ملا تھا میں نے بے کم و کاست وہی کا وہی ان کو سنا دیا تھا کہ اللہ کی پرستش کرو جو میرا تمہارا سب کا پروردگار ہے - اور جب تک ان کا میرا ساتھ رہا - ان کی خبر رکھتا رہا کہ کہیں توحید سے بھٹک نہ جائیں - پھر جب تو نے مجھ کو اپنے پاس بلا لیا - تو اے خدا تو آپ ان کا نگران حال تھا تجھ کو خبر ہوگی کہ اُنہوں نے میرے بعد کیا کیا - ہائے ہائے نبوت کی شان نہیں جاتی - امت کی وجہ سے مفت جوابدہی میں پڑ گئے - اپنا کچھ قصور نہیں لگاؤ نہیں - مگر امت کے حال پر جو شفقت تھی اُس میں کمی نہیں آئی - وہ لوگ خدا کے ساتھ شرک کریں - ان کو جوابدہی میں کھچوائیں اور یہ ان کی سفارش کریں - کہ اے خدا اگر تو ان کو سزا دینی چاہے تو تیرے بندے ہیں تیرے حکم سے باہر نہیں جو چاہے سو کر - اور اگر تو ان سے درگزر فرمائے تو کوئی تیرا ہاتھ پکڑنے والا نہیں - کہ تو کیوں ان کو معاف کئے دیتا ہے ⁂

اسی طرح میں ایک دن سورۂ یوسف پڑھ رہا تھا جب اُس مقام پر پہنچا جہاں حضرت یوسف قید ہو چکے ہیں اور ان کے ساتھ کے دو قیدیوں نے خواب دیکھے ہیں اور اُن سے تعبیر پوچھی ہے - تو آپ نے فرمایا ہے لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا نبأتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما ذٰلکما مما علمنی ربی انی ترکت ملۃ قوم لا یومنون باللہ وھم بالاٰخرۃ ھم کفرون - واتبعت ملۃ اٰبائی ابراھیم واسحٰق ویعقوب ما کان لنا ان نشرک باللہ من شیءٍ ذٰلک من فضل اللہ علینا وعلے الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون - یاصاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار - ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا انتم واٰباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان ان الحکم

الا اللہ ۔ امران لا تعبدوا الا ایاہ ذٰلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۔ یا صاحبی السجن اما احدکما ۔ (حضرت یوسفؑ بےگناہ قید ہوگئے تھے ۔ اول تو قید ہی بے حرمتی کی چیز ہے اور پھر ایک جھوٹی تہمت پر ۔ ضرور سنبھل ہوگئے کہ کب وہ وقت آئے کہ میں عذاب سے چھوٹوں ۔ بارے خدا کا کرنا اذا اراد اللہ شیئاً ھیّأ اسبابہ (جب اللہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے) کیوں بادشاہی رکابدار اور ٹہلر (ساقی) یوسف کے ساتھ قید میں جائیں اور کیوں ان کو خواب دکھائی دیں اور کیوں یوسف سے تعبیر پوچھنے کی ضرورت واقع ہو اور یوں یہ واقع قیدخانہ سے یوسف کے خلاص پانے کا سبب ہو جائے ۔ انہوں نے خواب بیان کئے تو یوسف نے کہا گھبراؤ نہیں کھانے کے وقت سے پہلے پہلے میں تم کو تعبیر بتا دونگا ۔ خدا نے مجھ کو اس کا سلیقہ دیا ہے ۔ کیونکہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو خدا کو نہیں مانتے ۔ اور آخرت کے منکر ہیں ۔ میں اپنے آبائی دین یعنی ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے دین پر ہوں ۔ ہم لوگ کسی چیز کو خدا کے کا شریک نہیں سمجھتے اور یہ اللہ کا احسان ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن اکثر لوگوں کا دستور ہے کہ احسان نہیں مانا کرتے) اے یاران محبس بھلا سمجھو تو سہی کہ کئی خدا کا ہونا بہتر یا ایک زبردست خدا کا جو سب پر حکمرانی کرے ۔ خدا کے سوائے تم جن کو پوجتے ہو بس ان کا نام ہی نام ہے خدا کے پاس سے تو اس کی کوئی سند آئی نہیں ۔ اور خدا کے سوائے دوسرے کو حکم دینے کا اختیار نہیں ۔ اس نے تو یہی فرمایا ہے ۔ کہ میری ہی پرستش کرو ۔ سچا دین یہی ہے مگر بہتیروں کو معلوم نہیں ۔ اے یاران محبس ۔ تم میں کا ایک) ——— آگے چلکر خوابوں کی تعبیر کا بیان ہے تو مجھ کو یہ خیال آیا کہ حضرت یوسف سے پوچھی تو گئی خواب کی تعبیر وہ دوسرا دکھڑا لے بیٹھے ۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ دکھڑا رسالت کا دکھڑا تھا جو ہمہ وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے نصیب میں تھا ۔ ان کی تمام دنیاوی ضرورتوں پر مقدم ۔ لن اجد من دونہ ملتحداً الا بلاغاً من اللہ و رسالاتہ (مجھے اس کے سوا کہیں پناہ ہی نہیں کہ خدا کا پیغام پہنچا دوں اور حق رسالت ادا کر دوں) میں لائن سے اِدھر اُدھر ہو جاتا ہوں اور اس کی وجہ ہے میری کم مشقی بے بہارتی ۞

جب حضرت عیسےٰ اپنا اظہار دے چکے تو اللہ جل شانہٗ احکم الحاکمین نے یہ حکم اخیر صادر فرمایا کہ آج وہ دن ہے جو سچ بولتا ہے سچ اس کے کام آئے اور وہ سچ سے فائدہ اُٹھائے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ کی تصدیق کی کہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری امت آپ بہکی تم نے کسی کو نہیں بہکایا۔ تم ہمارے بندہ تھے اور بندگی کے شان سے رہے اور اب بھی ہمارے مقبول بندہ ہو۔ یہ باغ جن میں نہریں دوڑ رہی ہیں تم ہی جیسوں کے لئے ہیں یہ نہیں کہ دیکھا بھالا اور رخصت۔ بلکہ تم ہی ان باغوں کے مالک ہو اطمینان کے ساتھ ان میں رہو سہو۔ ؎ چشم ما روشن و دل ما شاد ٭

اس رکوع کے پڑھنے سے ذہن میں یہ بات کھٹکتی ہے کہ جب حضرت عیسےٰ سے باز پرس کی گئی تو ایسا نہ ہو کہیں ان بزرگوں سے بھی خدا پوچھ بیٹھے کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ ہماری قبریں شاندار بناؤ اُنپر قیمتی غلاف اُڑھاؤ۔ پنکھے چڑھاؤ۔ روشنی کرو۔ میلے جماؤ۔ ڈھولک بجواؤ۔ ناچ کراؤ۔ اور ہماری ایسی تعظیم کرو کہ اس میں اور عبادت میں تمیز کرنی مشکل ہو۔ شفاعت کے لئے ہمارے آگے گڑگڑاؤ اور حاجت کے لئے خدا کے آگے نہیں۔ یہ بزرگ تو حضرت عیسےٰ کی طرح عذر و معذرت کر کے چھوٹ ہی جائینگے مگر دیکھئے امت پہ کیا بنتی ہے ٭

یہ ہے وہ اسلام جس کو لوگ منوانا اور یورپ اور امریکہ میں جانا چاہتے ہیں۔ بھلا کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور عقل میں سلامت ہے ایسے اسلام کو مان سکتا یا ایسے اسلام میں رہ سکتا ہے اور پھر اس زمانہ میں۔ وہی نمونے قادیانی صاحب کی نقل ہوئی مجھکو تو اُن بزرگ کی خدمت میں نیاز نہیں۔ مگر میں نے ان کا دہلی تشریف لانا سنا اور یہ بھی سنا خدا جانے غلط یا صحیح کہ اپنے تئیں مسیح موعود کہتے ہیں۔ میں نے تو سنکر یہ کہا تھا کہ آج کو سچ مچ کے مسیح اُتر آئیں تو یہ ایسا ٹیڑھا وقت ہے اور بُرا وقت ہے کہ اُن کو بھی اپنا منوانا مشکل ہو ان بیچاروں کو کون پوچھیگا۔ آخر وہی ہوا کہ اب تو اُن کا غل و بیدا سا گیا۔ لیکن میں مسلمانوں کو آگاہ کئے دیتا ہوں کہ یہ نیچریت کا غل آسانی سے دبنے والا نہیں اسواسطے کہ یہ شورش کسی ایک شخص خاص کی پیدا کی ہوئی نہیں۔ اے کاش یہ شورش سید احمد خان کی ذات خاص سے پیدا ہوئی ہوتی کہ ایک دن اُنہی کے ساتھ مٹی میں دب جاتی۔ ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ٭ نہیں نہیں۔ یہ شورش پیدا کی ہوئی ہے زمانہ کی۔ یہ شورش پیدا کی ہوئی ہے انگریزی عملداری کی۔ یہ شورش پیدا کی ہوئی ہے انگلش ایجوکیشن کی۔ یہ شورش پیدا کی ہوئی ہے لوگوں کے مخمصہ و اضطرار کی۔ سید احمد خان کو اگر اس سے تعلق ہے تو اسی قدر کہ ان کو خدا نے گدگی سی آنکھ دی جو بلا آنیوالی تھی اور آگئی اُنہوں نے اس کو پہلے سے دیکھ لیا۔ پہلے سے ہوتے تو دیکھکر چپ کر رہے ہوتے۔ ع

خدا جیبیٹھے بٹھائے اُسے خراب کرے ٭ لگے غل مچانے ۔یہ شورش تو تب دے کہ خدا انگریزی عملداری کو غارت کرے اور رہی اگلے وقتوں کی سی گھس گھس پھر ہونے لگے ۔ نہ ریل ہو ۔ نہ تار ہو ۔ نہ ڈاک ہو ۔ نہ منی آرڈر ہو ۔ نہ ڈیلیوری ایبل پارسل ہو ۔ نہ دیا سلائی ہو ۔ نہ چاقو ہو ۔ نہ سوئی ہو ۔ نہ انگریزی کپڑے ہوں ۔ نہ امن ہو ۔ نہ آسائش ہو ۔ نہ آزادی ہو ۔ نہ حقوق کی حفاظت ہو ۔ نہ فریاد کی شنوائی ہو ۔ نہ بندوبست ہو ۔ نہ انتظام ہو ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو میں قرآن کے لفظوں میں کہتا ہوں تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ (آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم بھی اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم بھی گھر کی بی بیوں کو بلائیں اور تم بھی گھر کی بی بیوں کو بلاؤ اور ہم بھی ہوں اور تم بھی ہو پھر خدا کے آگے گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر لعنت کریں) ٭ نصاریٰ نجران میں سے چند لوگ آنحضرت صلعم کی خدمت میں مباحثہ مذہبی کے لئے آئے اور جناب رسول خدا صلعم کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ نہ دل سے اپنے عقائد کے قائل نہیں ہیں پس آپ نے ان سے مباہلہ یعنی قسما قسمی کو کہا ۔ اور آنحضرت نے اپنے ساتھ حضرت علیؑ جناب بتولؑ اور دونو صاحبزادوں حضرت حسنؑ و حسینؑ کو لیا اور فرمایا کہ اللھم ھولاء اھل بیتی (اے پروردگار یہ ہیں میرے گھر والے) لیکن نصاریٰ نکل بھاگے اور قسم کھانے پر رضامند نہ ہوئے ٭

قرآن میں تو ہے علے الکاذبین ہمکو کہنا چاہیئے علے اھل یوریا یا علے الانگلین تو میں بھی تمہارے ساتھ قسما قسمی کرنے پر راضی ہوں ۔ کوئی ایک تو تم میں سے آمین کہو ۔ مگر یہ سمجھے رہنا کہ دن رات میں کوئی نہ کوئی گھڑی قبولیت کی بھی ہوتی ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ آمین کہنے کے ساتھ لاہور میں سکھ آکر اپنا عمل دخل کریں ۔ اور حمایت الاسلام کے ممبر چوہوں کے بلوں میں گھستے پھریں ۔ غرض یہ نیچریت کی شورش تو تب دیے کہ انگریزی عملداری اُٹھ جائے ۔ یا تب دیے کہ مسلمانوں کو کچھ کرنا نہ پڑے اور ان کی دنیاوی حالت آپ سے آپ درست ہو جائے مگر یہ تو شیخ چلی کے سے منصوبے ہیں نہ انگریزی عملداری کے اُٹھنے کی کوئی صورت ہے اور نہ اُٹھیگی ۔ اور مسلمانوں کو اپنی دنیاوی حالت کے مزاج کو اصلاح پر لانے کے لئے آج کے آج اور کل کے کل چار و ناچار انگریزی تعلیم کا مسہل لینا پڑیگا ۔ علیگڈھ کالج کا مسہل لینی تھی اور حمایت الاسلام کا مسہل لینی تھی ۔ وہ جلیب یا کسٹرائل کا جُلاب تھا اور یہ تمہارا لیبی المناس ۔ اب جیسے جی چاہے ۔ بہتر ہے کہ یہ الماس کا جُلاب تیار ہے آنکھیں میچکر پی بھی جاؤ ۔ شاباش ۔ شاباش ۔ وہ پی لیا ۔ وہ پی لیا ۔ اب ذرا طبیعت کو میری باتوں میں مشغول کر رکھو کہ جلاب اچھی طرح اُتر جائے ۔ لیکن جن کی دکان سے جلاب بندھ کر آیا ہے یعنی انجمن حمایت الاسلام کے سکرٹری منشی شمس الدین صاحب سر دست جلاب کے دام بھی مانگ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں پکھروں کی

[illegible]

کتب موجودہ دفتر انجمن حمایت اسلام لاہور

تحفۂ حروف اُردو جلی	۱ پائی	محمڈن سکول انگلش پرائمر	۱ر۶ پائی	تریاق اخضری	۴ر۶ پائی
اُردو کا قاعدہ ...	۶ پائی	ایضاً فسٹ ریڈر ..	۴ر۶ پائی	کلید پشتو	۹ر
اُردو کی پہلی کتاب لڑکوں کے واسطے	۱ر۶ پائی	ایضاً سکنڈ ریڈر ..	۵ر۶ پائی	حامد اور دل بہار ..	۶ر
ایضاً لڑکیوں کے واسطے	۱ر۶ پائی	ایضاً گرامر	۱ر۶ پائی	آئینہ فارسی	۱ر۶ پائی
اُردو کی دوسری کتاب ..	۲ر۶ پائی	ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب	۴ر	مخمس حسرت	۲ر
ایضاً تیسری کتاب	۵ر	ابطال الوہیت مسیح علیہ السلام	۴ر	علم الاشیاء	۳ر
اُردو میں دینیات کا پہلا رسالہ	۱ر۳ پائی	تحریف قرآن کا جواب ..	۹ پائی	تائید الاسلام	۸ر
ایضاً دوسرا رسالہ	۱ر۹ پائی	اثبات اصول اسلام ..	۲ر	مخمس شوخ	۴ر
ایضاً تیسرا رسالہ	۴ر۳ پائی	مولوی حافظ نذیر احمد خان صاحب کا لکچر	۱ر۳ پائی	رفیق الطلباء	۵ر
صرف اُردو کا ابتدائی رسالہ	۲ر	رسالۂ حمایت اسلام ..	۲ر	قواعد فارسی	۴ر
فارسی کی پہلی کتاب	۱ر۹ پائی	چندہ نامہ ارشد ..	۳ پائی	ردّ نیچری	۱ر
ایضاً دوسری کتاب	۴ر۳ پائی	آلٹے نامہ	۳ پائی	خواب حیرت	عصر
ایضاً تیسری کتاب	۶ر	ازالۃ الشبہات	۱ر۳ پائی	مجاہد الاسلام .. ترجمان القرآن جلد اول	۱ر
ایضاً چوتھی کتاب	۸ر	تقدیس الانبیا	۳ر	علم الکتاب ..	
صرف فارسی کا ابتدائی رسالہ	۳ر	انگریزی بول چال	۶ر	تضمین ارشد	۴ر
تحفۂ حروف عربی جلی	۶ پائی	نماز اور اُس کی حقیقت	۳ر	مرقع حکمت	۳ر
عربی کا قاعدہ ..	۶ پائی	اعجاز التنزیل	۴ر	قوت فیصلہ	۲ر
عربی میں دینیات کی پہلی کتاب	۱ر۳ پائی	فصل الخطاب بمقدمۃ اہل الکتاب	عصر ۸ر	نور الاسلام نمبر ۱ ..	۱ر۶ پائی
ایضاً دوسری کتاب	۲ر۶ پائی	تصدیق براہین احمدیہ حصہ اول	عصر ۸ر	ریاض الصالحین ..	[illegible]
ایضاً تیسری کتاب	۴ر۶ پائی	جواہر الصمدیہ	عصر ۴ر	نیّر اعظم	۴ر
ایضاً چوتھی کتاب	۱ر۶ پائی	مخزن الامثال ..	۳ر	مخزن حکمت	[illegible]
انگریزی کا قاعدہ	۳ پائی	سنۃ ضروریہ	۵ر پائی	تاریخ محمدی کامل ..	۱۴ر

مناجات فیروزی ..	۲ر	قرآن شریف مترجم بامحاورہ		ترجمہ مشارق الانوار بمبئی	[illegible]
نعت فیروزی ..	۲ر	۱۸×۲۴ ع ، ۱۶×۲۴ عہ ۴ر ، فلس کیپ ے ۸ر		مشکوٰۃ شریف بمبئی ..	سے ۴ر
دعائے گنج العرش مترجم	ار	قرآن شریف ۱۵ سطری بمبئی	۱۵ر	نفع المفتی والسائل ..	۸ر
گناہ پر انچھر	ار	قرآن شریف معہ تفسیر حسینی	ے	دررازہر ..	۲ر
ایضاح الحجہ	۸ر	صحیح بخاری مع ترجمہ فتح الباری فی پارہ	عہ	شرح عقائد نسفی ..	۴ر
انصاف شاہ ولی اللہ رحمہ	۸ر	المنقذ المنقد	۴ر	قطعات ابن یمین ..	۱۲ر
مجموعہ تصوف	۱۰ر	عدۃ الحصن الحصین	۴ر	رسالہ فتح المغیث ..	ار
حقیقۃ الصلوٰۃ ...	۲ پائی	عقائد الاسلام ..	۱/۴ر	رق المنشور ..	۵
انگلش اپرونسٹ یعنی انگریزی سلیپ	۶ پائی	ارمغان حکمت	۸ر	حدائق البلاغت رنگین	۱۲ر
		سرچشمہ رحمت ..	۸ر	سفید	۸ر
دستور المبتدی	۳ پائی	تحفہ شاہجہانی ..	۱۲ر	مجموعہ پنج گنج ..	۳ر
رحمت للہداۃ ..	[illegible]	شرح مائۃ عامل کلاں	۸ر	میزان الصرف ..	۴ر
توبۃ النصوح ..	۸ر	منظر الحق معہ وسیلۂ مغفرت	۴ر	ابن ماجہ	عار
مراۃ العروس ..	۸ر	دلائل الخیرات معہ ارشاد مرشد	۸ر	عشرہ کاملہ در رد آریہ	۴ر
محصنات	۱۰ر	مجمع الزوائد و منبع الفوائد		رفیق الطلباء	۵
منتخب الحکایات	۵ر	ولایتی کاغذ سفید			
مسلم شریف ...	[illegible]	مجموعہ ستہ ضروریہ گلابی کاغذ	عہ ۸ر		
پارہ قرآن شریف کلاں مترجم	[illegible]				
قرآن شریف بےترجمہ	عا	شرح وقایہ نظامی مجلد ..	ےر		

العبد

سید امیر شاہ لائبریرین
انجمن حمایت اسلام لاہور

اشتہار

عام معاملات متعلقہ انجمن کی نسبت مولوی کرم بخش صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن کے نام خط وکتابت کرنی چاہئے مگر کل منی آرڈر بنام منشی نظام الدین صاحب کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور و فنانشل سکرٹری انجمن ہذا ارسال کرنے چاہئیں +

الملتمس شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور